تاثرات

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کے بانی جناب خلیفہ عبدالحکیم مرحوم کی سولھویں برسی کے موقع پر پاکستان نیشنل سنٹر لاہور میں ۳۰ جنوری ۱۹۷۵ کو جناب جسٹس ایس - اے رحمٰن صاحب کے زیرِ صدارت ایک یادگاری جلسہ ہوا تھا، جس میں خلیفہ صاحب مرحوم کے بعض قدیم رفیقوں اور دوسرے قدرشناسوں نے ان کی زندگی کے کچھ اہم واقعات بیان کیے اور ان کی علمی خدمات اور افکار و نظریات پر روشنی ڈالی۔

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم ایک جامع کمالات شخصیت تھے، اور پاکستان کے ایک نامور فلسفی، بلند پایہ مصنف، صاحبِ طرز ادیب، خوش بیان مقرر، خوش گو شاعر اور روشن خیال مفکر کی حیثیت سے بہت مشہور ہوئے۔ ان کی شخصیت میں بڑی دلکشی اور جاذبیت تھی اور اپنے خیالات کی بلندی و گہرائی، خوش گفتاری و خوش اخلاقی، حاضر جوابی و بذلہ سنجی، ذہانت و معنی آفرینی اور علم و فضل کی وجہ سے اپنے ہم عصروں میں بہت نمایاں اور ممتاز تھے۔

خلیفہ صاحب نے اسلام کا بہت غائر مطالعہ کیا۔ اسے زندگی کے ہر شعبہ کی کسوٹی پر پرکھا، اور پورا پایا اور اس کی تعلیمات کو واضح کرنے کی سعیِ بلیغ کی۔ وہ اس بات کے قائل تھے کہ جب تک اسلامی افکار کی از سرِ نو تعبیر و ترجمانی نہ کی جائے گی، اس وقت تک نئے ذہن انھیں قبول نہ کرسکیں گے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ الٰہیات سے لے کر فقہ اور معاشرتی مسائل تک سب پر غور کیا جائے اور اسلام کی اساسی قدروں اور عصری تقاضوں میں ہم آہنگی پیدا کر کے اسلام کے عالمگیر اور ترقی پذیر اصول ساری دنیا کے سامنے اس طرح پیش کیے جائیں کہ اسلام ایک ساکت و جامد مذہب نہیں بلکہ ایک متحرک دین اور حیات بخش قوت ثابت ہو۔ چنانچہ اسلامی افکار کی از سرِ نو تشکیل کو مقصد قرار دے کر خلیفہ صاحب نے ۱۹۵۰ء میں لاہور کا ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ قائم کیا اور اپنی زندگی کے آخری دس سال اسی مقصد

کے لیے وقف کر دیے۔ خلیفہ صاحب محض ایک خشک فلسفی نہ تھے۔ ان کے افکار و نظریات قدیم و جدید، مشرق و مغرب، فلسفہ و تصوف، عقل و عشق اور فکر و وجدان کا نہایت حسین و دلکش امتزاج ہیں اور ان کی تحریریں جدید مسلم افکار کی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔

خلیفہ صاحب نے ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کو ایک مقصدِ حیات کی حیثیت دے رکھی تھی۔ وہ خود ایک عالم، محقق اور مصنف تھے اور بہ خوب جانتے تھے کہ علمی تحقیق و تصنیف کا کام کیسے ماحول میں بہ حسن و خوبی انجام دیا جا سکتا ہے اور یہ کام کرنے والوں کے لیے کس قسم کی سہولتیں فراہم کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس ادارے کو اپنی نوعیت کا ایک مثالی ادارہ بنا دیا تھا۔ اپنے رفقائے کار سے وہ بڑے خلوص، محبت و مروت اور ہمدردی سے پیش آتے۔ ان کے علمی وقار اور ذاتی احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔ اپنے سے کم تر مرتبے کے کارکنوں میں احساسِ کمتری پیدا نہ ہونے دیتے اور کسی شخص میں جو خوبی دیکھتے، اس کی تعریف کرتے اور حوصلہ بڑھاتے۔ صلاحیت کو پرکھنے اور اس سے پوری طرح کام لینے میں انھیں کمال حاصل تھا۔ خلیفہ صاحب اپنے رفقا سے تبادلۂ خیال کر کے ان کی مشکلات حل کرنے میں بھی کافی مدد کرتے تھے۔ وہ روزانہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مختلف موضوعات پر جن میں زیرِ تصنیف کتابوں کے مباحث بھی شامل ہوتے، جم کر گفتگو کرتے تھے۔ پیچیدہ مسائل اور مشکل موضوعات پر عام فہم انداز میں اظہارِ خیال پر انھیں غیر معمولی قدرت حاصل تھی اور ان کی خداداد ذہانت اور معنی آفرین صلاحیت کی بدولت یہ گفتگو نہایت مفید اور فیض رساں ثابت ہوتی تھی۔ ادارے کا ہر رکن ذاتی طور سے بھی خلیفہ صاحب سے بہت قریب تھا اور ذہنی و فکری اعتبار سے انھوں نے ہم سب کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔

(رزاقی)